صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں تکفیری رجحان کی نفی وتردید

ابوالفضل قاسمی[1]

ترجمہ: منہال حسین

خلاصہ

وہابی حضرات چونکہ اپنے آپ کو سلف صالح اور اصحاب رسول ﷺ کا تابع سمجھتے ہیں لہٰذا حقیقت کا سراغ لگانے کے لئے تکفیری وہابیوں کی مورد اعتماد دو روائی کتابیں، صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی طرف رجوع کی ضرورت محسوس ہوئی تاکہ مذکورہ دونوں روائی کتابوں کی روشنی میں تکفیر کے مسئلہ کی تحقیق ہوسکے اور یہ واضح ہوسکے کہ تکفیری وہابیوں کا عقیدہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روسے قابل تائید ہے یا نہیں؟

حیرت کی بات یہ ہے کہ جب ان کتابوں کی طرف رجوع کیا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں حدیث کی کتابیں مسئلہ تکفیر کی مخالف ہیں اور جو کچھ تکفیری وہابی انجام دیتے ہیں وہ ان کتابوں میں مندرج روایتوں کے خلاف ہے۔

اس تحقیق کے بعد جو نتیجہ برآمد ہوا ہے اور نفی تکفیر کے سلسلہ میں جو دلیلیں حاصل ہوئی ہیں وہ ملاحظہ ہوں؛

تکفیری وہابیوں نے آیتوں اور حدیثوں میں کفر کے معنی کی طرف ہرگز توجہ نہیں کی لہٰذا لفظ "کفر" کا مذکورہ دونوں کتب میں کہیں بھی اسلام سے خارج ہونے کے معنی میں نہ ہونا، ان لوگوں کا مسلمان ہونے کے معیارات سے بے خبر رہنا، کفر کی نسبت کے متعلق شارع کی حساسیت اور مسلمانوں کو کافر کہنے سے منع کرنے کی طرف توجہ نہ دینا، اسی طرح تکفیری وہابیوں کے دو بنیادی نظریے یعنی مسئلہ تکفیر اور مسلمانوں کو مشرک سمجھنے پر بھی تحقیق کی گئی ہے اور تحقیق کے بعد یہ واضح ہو گیا ہے کہ مسلمانوں کو کافر کہنا، صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایتوں کے

خلاف ہے اس لئے کہ جس انداز میں تکفیری وہابی بڑے پیمانہ پر مسئلہ تکفیر کو بیان کرتے ہیں ، پیغمبر اسلام ﷺ کے بعد ایسی مشکل اسلامی معاشرہ میں ہر گز پیش نہیں آئی۔

بنیادی کلمات : تکفیر ، صحیح بخاری ، صحیح مسلم ، کفر ، مسلمانوں ، تکفیر حاکم، شرک

مقدمہ

تکفیری وہابی اپنے آپ کو سلفی کہتے ہیں یعنی سلف صالح کا پیروکار سمجھتے ہیں ، وہ لوگ ان روایتوں پر عمل کرتے ہیں جو سلف صالح سے نقل ہوئی اور ان کی اسناد معتبر ہیں ، اسی لئے اس مقالہ میں کتاب " صحیح بخاری ۲" اور " صحیح مسلم " ۳ کی روشنی میں مسئلہ تکفیر پر تحقیق کی جائے گی، اس لئے کہ اہلسنت کے درمیان یہ دونوں کتابیں سب سے زیادہ معتبر سمجھی جاتی ہیں اور ان کا اعتبار اس حد تک ہے کہ مشہور بلکہ اہلسنت کا اجماع ہے کہ ان دو کتابوں کے سلسلہ میں کسی کو کوئی شک نہیں ہے مخصوصا وہ روایتیں جو دونوں کتابوں میں موجود ہیں ، ان کا اعتبار اور ہی زیادہ ہے اسی لئے انہیں " متفق علیہ " کہا جاتا ہے ، مورد بحث موضوع کے بنیادی مباحث میں وارد ہونے سے پہلے چند ضروری نکات کی توضیح ضروری ہے جنہیں ہم بیان کرتے ہیں؛

الفاظ کی وضاحت

تکفیر

کلمہ تکفیر مادہ " ک ،ف ،ر" باب تفعیل سے ہے ، لغت میں کفر کے معنی چھپانے کے ہیں "کفرا وکفرالشئ": اس چیز کو چھپا دیا۔ ابن فارس(متوفی ۳۹۵ ھ) لکھتے ہیں :" یہ لفظ، واحد معنی پر دلالت کرتا ہے یعنی اس کے معنی چھپانے کے ہیں"۔ ۴

اس کلمہ کو دوسرے معانی میں بھی استعمال کیا گیا ہے۔ لیکن ان سب کو ملاحظہ کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسی چھپانے کے معنی کی طرف پلٹتے ہیں ، جیسا کہ مٹی کو بھی کافر کہا جاتا ہے اسلئے کہ اسے جو کچھ بھی دیا جاتاہےوہ اسے اپنے اندر چھپالیتی ہے ۵ انہیں معانی میں سے ایک کفارات بھی ہیں جن کے ذریعہ گناہوں کو چھپایا جاتا ہے ۶ اسی طرح بے ایمان انسان کو بھی کافر کہا جاتا ہے چونکہ اس نے حق کو چھپا دیا ہے ۷ اور خدا کی نعمتوں کو مخفی کردیا ہے۔۸

تکفیر کے معنی ہیں؛ کسی کی طرف کفر کی نسبت دینا اور اسے کافر کہنا۔ ۹

صحیح مسلم اور صحیح بخاری

برادران اہلسنت کے درمیان صحیح بخاری تمام روائی کتابوں میں سب سے زیادہ معتبر کتاب سمجھی جاتی ہے جسے ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری نے تالیف کی ہے اور اس کا نام " الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ وسننہ وایامہ " رکھا، صحیح بخاری کی روایتوں کی تعداد اگر مکررات کو حذف کردیا جائے تو" ابن صلاح" کے نظریہ کے مطابق تقریبا چار ہزار ہیں۔ [۱۰] صحیح بخاری میں ۹۷ کتاب اور تین ہزار سے زیادہ ابواب ہیں لیکن اس میں تکفیر کے نام سے کوئی بھی باب درج نہیں ہے گرچہ مختلف ابواب میں اس موضوع سے متعلق پراکندہ حدیثیں موجود ہیں ، بلکہ بعض ابواب اس موضوع سے مرتبط بھی ہیں بعنوان مثال " کتاب الایمان " میں کچھ ایسے ابواب ہیں جو موضوع تکفیر سے مربوط ہوتے ہیں جیسے باب : " قول النبی بنی الاسلام علی خمس "۔ کتاب صحیح مسلم کو ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری نے تالیف کیا ہے جو صحیح بخاری کے بعد تمام صحاح کے درمیان ہر ایک سے زیادہ معتبر سمجھی جاتی ہے ، صحیح مسلم میں ۵۴ کتاب اور ۷۲۷۵ روایتیں جمع کی گئی ہیں لیکن اس میں بھی کوئی مستقل کتاب یا باب موضوع تکفیر سے متعلق نہیں ہےبلکہ صحیح بخاری کی طرح اس کتاب میں اس موضوع کے متعلق مختلف کتابوں اور ابواب میں حدیثوں کی جستجو کی ضرورت ہےاور جس طرح صحیح بخاری کے بعض ابواب، موضوع تکفیر سے متعلق ہیں اسی طرح اس میں بھی بعض ابواب اس موضوع سے متعلق ہیں جیسے "کتاب الایمان " ۔

ان دو کتابوں میں بیان کی گئی حدیثیں نہایت معتبر ہیں خصوصاً وہ حدیثیں جو ان دو کتابوں میں یکساں پائی جاتی ہیں ان کے متعلق ابن صلاح (متوفی ۶۴۳ ھ) لکھتے ہیں:

" صحیح ہونے کے اعتبار سے سب میں اعلی حدیث وہ حدیث ہے جس کے سلسلہ میں اہل حدیث کا اتفاق ہو اور اسے " صحیح متفق علیہ " کا عنوان دیا جاتا ہے ، یہاں اتفاق سے مراد صحیح بخاری اور صحیح مسلم کا اتفاق ہے ، نہ امت کا ، گرچہ بخاری اور مسلم کے اتفاق سے امت کا اتفاق لازم آتا ہے۔[۱۱] اسی طرح نووی (م ۶۷۶ ھ) صحیح مسلم کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قرآن کریم کے بعد سب سے صحیح کتاب، صحیح بخاری اور صحیح مسلم ہے اور امت نے اسے مقبول ہونے کے مترادف سمجھا ہے ۔ ۱۲؎ اسی مضمون کے تحت ابن حجر (متوفی ۸۵۲ ھ) ۱۳؎ اور سخاوی (متوفی ۹۰۲ ھ) ۱۴؎ نے بھی مذکورہ باتوں کی تائید کی ہے ۔
اس مقام پر جس نکتہ کو بیان کرنا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ مقالہ کے مختصر ہونے اور اس کی زبان کے اردو ہونے کی وجہ سے حدیثوں کے تراجم متن میں لائے گئے ہیں اور خود حدیث کو حاشیہ میں سند کے بغیر ذکر کیا گیا ہے اور ہمارے لئے جہاں تک ممکن ہوسکا ہم نے ضرورت کے مطابق حدیث کو ذکر کیا ہے۔ اسی طرح جو حدیثیں صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں یکساں پائی جاتی ہیں ، انہیں بیان کرنے کے بعد صرف صحیح بخاری کا حوالہ دیا ہے اور اسی کا متن بھی ذکر کیا ہے۔

کفر کی قسمیں

قابل تحقیق نکات میں ایک نکتہ یہ بھی ہے کہ قرآن اور سنت میں جہاں بھی لفظ کفر استعمال ہوا ہے ، کیا ان تمام مقامات پر کفر سے مراد اسلام سے خارج ہونا ہے ؟ یا اس کے دوسرے معنی بھی ہوسکتے ہیں ؟ کفر کے اصلی معنی کو جاننا بہت اہم ہے جس کی طرف خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے اس لئے کہ جو لوگ مختلف بہانوں سے مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں وہ قرآن و سنت میں استعمال ہونے والے لفظ کفر سے غلط معنی مراد لیتے ہیں اور مسلمانوں کی طرف کفر کی نسبت دیتے ہیں ، یہ وہ خطائیں ہیں جو تکفیر کے مسئلہ میں پیش آتی ہیں اور ایسا اس لئے ہوتا ہے کہ وہ لوگ آیتوں اور روایتوں میں استعمال ہونے والے لفظ کفر کی قسموں کو آپس میں خلط کردیتے ہیں لہٰذا جو آیتوں اور روایتوں میں استعمال ہونے والے لفظ کفر کو وقت کے بغیر ملاحظہ کرے اور اس میں اتنی صلاحیت نہ ہو کہ وہ کفر کی قسموں کو پہچان سکے کہ یہاں پر کفر کی کونسی قسم مراد ہے تو وہ بہت بڑی خطا کا مرتکب ہوگا۔
صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ایسی روایتیں نقل ہوئی ہیں جو واضح طور پر نشاندہی کررہی ہیں کہ کفر کی مختلف قسمیں اور مراتب ہیں اور ہر جگہ کفر سے مراد، دین سے خارج ہونے کے نہیں ہیں، اسی بات کو صحیح بخاری میں باب "کفر دون کفر" میں بیان کیا گیا ہے ۔

عبد اللہ بن عباس پیغمبرؐ سے ایک روایت نقل کرتے ہیں، آنحضرتؐ فرماتے ہیں:
جب مجھے دوزخ کا حال دکھایا گیا تو میں نے دیکھا کہ دوزخ میں سب سے زیادہ عورتیں ہیں جو کفر میں مبتلا تھیں، کسی نے سوال کیا: کیا ان لوگوں نے خدا کا کفر کیا تھا؟ فرمایا: نہیں بلکہ وہ اپنے شوہروں کے حق میں کفر کرتی تھیں، ان کے احسان اور نیکیوں کا کفران کرتی تھیں، اسلئے کہ اگر تم ایک عمر، ان کے ساتھ احسان کرو اور اچانک کوئی ایک کام ان کی مرضی کے خلاف کر دو تو وہ تم سے کہیں گی کہ میں نے تم سے کوئی خیر نہیں دیکھا۔ ۱۵
یہی روایت صحیح مسلم میں بھی وارد ہوئی ہے۔ ۱۶
ابن بطال (متوفی ۴۴۹ ھ) مذکورہ باب کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:
اس باب میں بھی کفر کے معنی وہی ہیں جو گذشتہ باب میں ہم نے بیان کیے ہیں یعنی گناہوں کی وجہ سے ایمان کم ہوتا ہے لیکن یہ اس کفر کا باعث نہیں ہوتا جو جہنم میں خلود کا سبب ہو، اس لئے کہ جب لوگوں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ فرمارہے ہیں کہ وہ عورتیں کافر ہوگئی ہیں تو لوگوں نے خیال کیا کہ ضرور ان عورتوں نے خدا کا انکار کیا ہوگا تو سوال ہوا: کیا خدا کا کفر کیا ہے تھا؟ پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا: انہوں نے اپنے شوہروں کے حق میں کفر کیا تھا اور اس طرح رسول اللہ ﷺ نے واضح کیا کہ یہاں کفر سے مراد شوہروں کے حقوق کا کافر ہونا ہے جو ایمان میں کمی کا موجب ہے۔ ۱۷
اسی طرح ابن حجر (متوفی ۸۵۲ ھ) صحیح بخاری کی شرح کتاب "فتح الباری" میں اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "قاضی ابوبکر بن عربی نے اس حدیث کی شرح میں بیان فرمایا ہے:
"مصنف کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح اطاعت، ایمان کی پہچان ہے اسی طرح گناہ، کفر کا باعث ہے اور کفر کے مطلق استعمال ہونے سے مراد دین سے خارج ہونا نہیں ہے۔" ۱۸ عینی (متوفی ۸۵۵ ھ) نے بھی کتاب "عمدۃ القاری" میں اسی مطلب کو بیان کیا ہے۔ ۱۹

اسی طرح صحیح مسلم کی شرح کرنے والے نووی (متوفی ٦٧٦ ھ) لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں کفر کا مطلق ہونا، حقوق کا کفران کرنا ہے اس لئے کہ انہوں نے خدا کا انکار نہیں کیا تھا۔ (شرح النووی علی مسلم ، ج ٦، ص ۳۱۲)

قرآن کریم میں کفر کے متعدد معنی بیان ہوئے ہیں جس کی طرف مفسرین نے اشارہ بھی کیا ہے بعنوان مثال ؛ آیت "انّ الذین کفروا سواءٌ علیھم أأنذرتھم أم لم تنذرھم لایؤمنون" ۲۰؛ بیشک جو لوگ کافر ہوئے انہیں فرق نہیں پڑتا ،چاہے انہیں ڈرائیں یا نہ ڈرائیں، وہ ہر گز ایمان لانے والے نہیں ہیں۔

اس آیت کے ضمن میں مشہور مفسر طبری لکھتے ہیں:" اس آیت میں کفر سے مراد انکار ہے اس لئے کہ مدینہ میں یہودی علماء نے پیغمبر اکرم ﷺ کی نبوت کا انکار کیا اور اس حقیقت کو لوگوں سے پنہاں رکھا اور آپ کی رسالت کو چھپا دیا جب کہ آپ کو اپنے بچوں کی طرح پہچانتے تھے"۲۱

لیکن آیت " فاذکرونی اذکرکم واشکروالی ولاتکفرون" ۲۲؛ پس مجھے یاد کرو تو میں بھی تمہیں یاد کروں گا اور میرا شکر کرو اور ہر گز میرا کفر نہ کرنا۔

یہاں مذکورہ آیت میں کفر سے مراد خدا کا انکار نہیں ہے بلکہ نعمت کو چھپانا اور کفران نعمت کرنا ہے جیسا کہ قرطبی نے اس آیت کے ذیل میں لکھا ہے : " یہاں کفر سے مراد جھٹلانا نہیں ہے بلکہ نعمتوں کو چھپانا ہے "۲۳

علماء نے بھی اس مطلب کو مختلف تعبیروں کے سہارے بیان کیا ہے اور کفر کی مختلف قسمیں بیان کی ہیں۔

بعض علماء نے کفر کی دو قسمیں بیان کی ہیں ؛ کفر اکبر اور کفر اصغر ، بعنوان مثال، ابن قیم (متوفی ۷۵۱ ھ) لکھتے ہیں:" کفر کی دو قسمیں ہیں :کفر اکبر اور کفر اصغر "۔ ۲۴

ابن اثیر کفر کی قسمیں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

" کفر کی دو قسمیں ہیں :اصل ایمان سے کفر اور فروع دین کی کسی فرع سے کفر ،لیکن فرع سے کفر کرنا ایمان سے کفر کا باعث نہیں ہوتا"۔ ۲۵

مروزی (متوفی ۲۹۴ ھ) بھی لکھتے ہیں: " کفر کی دو قسمیں ہیں؛ جس میں سے ایک قسم اسلام سے خروج کا باعث ہے اور دوسری قسم اسلام سے خروج کا باعث نہیں ہے "۔ ۲۶

مذکورہ بیانات کے پیش نظر کفر کی دو قسمیں کی جاسکتی ہیں؛

۱۔ ایک وہ کفر جو اسلام سے خارج ہونے کا باعث ہے ۔

۲۔ دوسرا وہ کفر جو اسلام سے خارج ہونے کا باعث نہیں بلکہ ایمان کے ناقص ہونے کا باعث ہے۔

مسلمان ہونے کا معیار

جو مشکل، اسلامی فرقوں کے دامن گیر ہوسکتی ہے ، وہ یہ ہے کہ ایک فرقہ دوسرے فرقہ کے ماننے والوں کو اختلافات کی وجہ سے کافر کہیں اور اپنی حقانیت کو ثابت کرنے کے لئے انہیں اسلام سے خارج گردانیں ، اگر کوئی شخص اپنی رائے سے مسلمان ہونے کے معیار کو معین کرے تو یہ مسلمانوں کے درمیان اختلاف اور اسی طرح خونریز فسادات کا باعث ہوگا ، اس مشکل سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ پیغمبر اکرم ﷺ کے فرمودات کی طرف مراجعہ کیا جائے تاکہ معلوم ہوسکے کہ کون مسلمان ہے اور کون نہیں ہے ،اس طرح جس میں بھی پیغمبر اکرم ﷺ کے بیان کئے گئے معیار ہوں گے وہ مسلمان ہوگا وگرنہ نہیں ہوگا ،چاہے وہ ہمارا ہم عقیدہ نہ ہو ، اس مقالہ کی روش کے پیش نظر اس مسئلہ کے سلسلہ میں تحقیق کے لئے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی طرف رجوع کیا جائے گا ، ان دو کتابوں میں متعلقہ موضوع کے لئے دو قسم کی روایتیں پائی جاتی ہیں:

۱۔ قسم اول :کلمہ " لا الہ الا اللہ " کی گواہی دینا

اس قسم کی تمام روایتوں میں مسلمان ہونے کی شرط کلمہ " لا الہ الا اللہ " کی گواہی کافی سمجھی گئی ہے ۔ ۲۷

اسی مطلب کو صحیح مسلم میں بھی بیان کیا گیا ہے ۔ ۲۸

پیغمبر اکرم ﷺ سے جب سوال کیا گیا کہ کب تک دشمنوں سے جنگ کی جاسکتی ہے تو آپؐ نے فرمایا :جب تک کہ وہ کلمہ "لا الہ الا اللہ " کی گواہی نہ دیں ، لہٰذا جو بھی اس کلمہ کی گواہی دے

گا اسکی جان اور مال امان میں ہوگا مگر یہ کہ اس کے خلاف عمل کرنا برحق ہواور اس کا حساب و کتاب خدا کے ذمہ ہوگا۔

البتہ اس روایت کے آخر میں ایک عبارت "الا بحقہ وحسابہ علی اللہ" وارد ہوئی ہے، جس کی وضاحت ضروری ہے۔

کلمہ " بحقہ " سے مراد وہ موارد ہیں جن کے احکام کو اسلام نے بیان کردیا ہے جیسے کہ ایک مسلمان فرد کوئی ایسا کام کرے جس سے کوئی حق ضائع ہوجائے اور اسلام نے اس حق کو بیان بھی کیا ہو، اس حق کے بموجب اسے سزائے موت دی جائے؛ جیسے کہ کوئی شخص جان بوجھ کر کسی مسلمان کو قتل کردے یا کوئی زنائے محصنہ کا مرتکب ہوجائے تو ایسی صورت میں اسلام میں بیان کئے گئے شرائط کے تحت وہ موت کا مستحق ہوگا، یہ مطلب اہلسنت کی معتبر کتابوں میں صحیح سند کے ساتھ بیان ہواہے؛ پیغمبر اکرم ﷺ سے سوال ہوا: " وماحقھا " قال: زنی بعد احصان أو کفر بعد اسلام أو قتل نفس فیقتل بہ " آپ کی مراد کلمہ " بحق " سے کیا ہے ؟ فرمایا: کوئی شخص شادی شدہ زنا کرے یا وہ شخص جو اسلام لانے کے بعد کافر ہوجائے یا وہ شخص جو کسی جرم کے بغیر کسی کو قتل کردے، تو ایسے لوگوں کو سزائے موت دی جائے گی " ۲۹؎

لیکن جملہ " حسابہ علی الاسلام " کے متعلق صحیح مسلم کی شرح نووی میں وارد ہوا ہے :" جو بھی اسلام کا اظہار کرے اور اپنے کفر کو مخفی رکھے تو اس کا ظاہری اسلام قبول کیا جائے گا۔یہ عقیدہ، اکثر علماء نے اپنایا ہے" ۳۰؎

قسم دوم: مسلمان ہونے کی پانچ شرطیں

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں مسلمان ہونے کی پانچ شرطیں بیان کی گئی ہیں ،اس موضوع سے متعلق بے شمار روایتیں ہیں جو مختلف تعبیروں کے ساتھ وارد ہوئی ہیں۔

ان میں سے بعض روایتیں قسم اول کی روایتوں کی طرح ہیں لیکن جو جواب آنحضرتؐ نے دیا ہے اس میں خدا کی وحدانیت کے اقرار کے علاوہ دیگر شرطوں کی طرف بھی اشارہ ہوا ہے۔ ۳۱؎

ان روایتوں کا مضمون یہ ہے کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر قائم ہے:

۱۔ کلمہ شہادتین کی گواہی دینا
۲۔ نماز کو قائم کرنا
۳۔ زکات دینا
۴۔ حج کرنا
۵۔ رمضان کے روزے رکھنا۔ ۳۲

البتہ صحیح مسلم میں اور بھی روایتیں ہیں جو اسی روایت کے مضمون سے بہت مشابہ ہیں بس فرق اتنا ہے کہ ان روایتوں میں جملہ " شہادۃ ان لاالہ الااللہ وان محمداً عبدہ و رسولہ " کے بدلے جملہ " علی ان یوحد اللہ " موجود ہے ۔ ۳۳ اسی طرح ایک دوسری روایت میں ایک دوسرا جملہ " علی ان یعبداللہ ویکفر بمادونہ " مندرج ہے۔ ۳۴

اسی مطلب کی وضاحت کرتے ہوئے نووی کہتے ہیں:

"لیکن چوتھی روایت میں کلمہ شہادتین میں سے صرف پہلی شہادت کی گواہی کی طرف اشارہ کرنا یا تو راوی کی کوتاہی کی وجہ سے دوسری گواہی مذکور نہیں ہے یا پھر یہ روایت اسی شکل میں وارد ہوئی ہے اور دوسری گواہی کا ذکر نہ ہونا قرینہ کی وجہ سے ہو کہ جب ایک گواہی کا تذکرہ ہوگیا ہے تو لامحالہ اس کے بعد دوسری گواہی کی ضرورت ہوگی " ۔ ۳۵

" مذکورہ تمام روایتوں میں کلمہ شہادتین کی گواہی اور اسلام کے کچھ ظاہری احکام کی پابندی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ، ایک مجہول انسان کے اسلام اوراس کے مسلمان ہونے کا پتہ لگانے کے لئے اسلام میں کچھ شرطیں بیان کی گئی ہیں جنہیں دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے :

۱۔ گفتار : کلمہ شہادتیں " اشھدان لاالہ الااللہ واشھدان محمّداً رسول اللہ " کی گواہی دینا۔

۲۔ کردار : مسلمانوں سے مخصوص اعمال کو بجا لانا جیسے؛ نماز پنجگانہ ،ماہ رمضان کے روزے اور حج۔

لا الہ الا اللہ کی گواہی کے بعد قتل ممنوع وحرام

صحیح بخاری اور مسلم میں کچھ ایسی روایتیں ہیں جو دوسروں کو کافر کہنے کے متعلق اسلام کی خاص حساسیت کو نمایاں کرتی ہیں ، جیسا کہ ایک روایت میں پیغمبر اکرم ﷺ اپنے اصحاب کو سمجھاتے ہیں کہ ہرگز اس کافر کو قتل نہ کرو جو خوف و ترس کی وجہ سے اپنی زبان پر کلمہ شہادتین کو جاری کرتا ہے ،کیونکہ ایسی صورت میں ایک مسلمان کو مذہبی اختلافات اور اسلام کی غلط تفسیر کی وجہ سے کافر اور اس کے قتل کا بھی حکم دیا جاسکتا ہے ۔

اس مدعیٰ سے متعلق روایتیں:

" اسامہ بن زید نقل کرتے ہیں: " پیغمبر اکرم ﷺ نے ہمیں ایک قبیلہ سے جنگ کے لئے روانہ فرمایا ، جب صبح ہوئی تو ہم قبیلہ جُھینہ کے حرقہ نامی قبیلہ والوں کے درمیان تھے ، میں نے اس قبیلہ کےایک فرد کا تعاقب کیا ، وہ مجھے دیکھ کر سہم گیا اور خوف سے کہنے لگا " لا الہ الا اللہ " لیکن میں نے اسے اپنے نیزے سے ختم کردیا ، اس کے بعد اپنے اندر احساس کرنے لگا کہ میرا یہ کام غلط تھا لہٰذا اس کام کی خبر پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی تو آپؐ نے فرمایا : " أقال لاالہ الااللہ و قتلتہ؟" کیا تم نے ایک ایسے شخص کو قتل کردیا جس نے لا الہ الا اللہ کہا تھا؟ میں نے عرض کیا : " ہاں !انما قالھا خوفا من السلاح " اس نے میرا اسلحہ دیکھ کر خوف و ترس سے یہ کلمہ اپنی زبان پر جاری کیا تھاتو حضرتؐ نے فرمایا : " أفلا شققت عن قلبہ حتی تعلم أقالھا أم لا ،فمازال یکرّرھا علیّ حتی تمنیّتُ انی اسلمت یومئذ"؛ کیا تم نے اس کا سینہ شگافتہ کرکے دیکھا تھا کہ وہ سچ کہہ رہا ہے یا جھوٹ کہہ رہا ہے ، پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ جملہ باربار دہرا رہے تھے اور یہ دیکھ کر میں یہ آرزو کررہا تھا کہ اے کاش! میں آج کے روز مسلمان ہوا ہوتا"۔[۳۶]

ایک دوسری روایت جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں وارد ہوئی ہے اس میں اس نکتہ کی طرف تاکید ہوئی ہے کہ ہرگز اسے قتل نہ کرو جس نے اپنی زبان پر " لا الہ الا اللہ " جاری کردیا ہے ، روایت کا مضمون ملاحظہ ہو؛ " میں نے رسول للہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا :جب ہم کفار سے جنگ کرر ہے ہوں تو کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک کافر مجھ سے برسرپیکار ہے اور میرا

ہاتھ کاٹ دیتا ہے لیکن جب میں پلٹ کر اس پر حملہ کرتا ہوں تو وحشت سے درخت کے پیچھے چھپ جاتا ہے اور اپنی زبان پر کلمہ " لا الہ الا اللہ " کو جاری کرتا ہے اور اسلام کا اظہار کرتا ہے تو کیا میں ایسی صورت میں اس کے اظہار اسلام کے بعد اسے قتل کرسکتا ہوں حضرت نے فرمایا : تمہیں اسے قتل کرنے کا حق نہیں ہے ، میں نے کہا : یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس نے اس وقت اسلام کا اظہار کیا جب اس نے میرا ہاتھ زخمی کردیا اور جب میں نے اس پر پلٹ کرحملہ کیا تب اس نے اقرار کیاتو کیا اسے قتل کرسکتا ہوں آنحضرتؐ نے فرمایا :اگر تم نے اسے کلمہ " لا الہ الا اللہ " کہنے کے بعد قتل کیا تو وہ تمہارے ہی جیسا ہے یعنی وہ تمہارے جیسا ایک مسلمان ہے اور اگر اسے قتل کردیا توتم بھی اس کے اسلام لانے سے پہلے کی طرح اسی کے جیسے ہوجاؤ گے "۔ ۳۷

نووی (متوفی ۶۷۶ ھ) مذکورہ حدیثوں کے سلسلہ میں کہتے ہیں:

" حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ایک مسلمان ظاہر کا پابند ہے اور اس اقرار کا پابند ہے جو زبان سے جاری ہو ، اسلئے کہ کسی کو نہیں معلوم کہ کہنے والے کے دل میں کیا ہے ، اسی لئے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسامہ کے ظاہر پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے انہیں متوجہ کیا اور ان کے عمل کو غلط قرار دیا۔ ۳۸

مسلمانوں کی تکفیر سے منع کرنا

تکفیری جماعت بڑی آسانی سے ان لوگوں کے کفر کا فتوا دیتی ہے جو ان کے موافق نہیں ہے اور انہیں اسلام سے خارج قرار دیتی ہے ، تکفیر کا مسئلہ خود ان کے درمیان بھی پایا جاتا ہے اور وہ بھی اپنے درمیان ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں ، نمونے کے طور پر دومثالیں ملاحظہ کریں:

پہلا نمونہ : شیخ عبداللطیف بن عبد الرحمٰن نے امیر عبداللہ بن فیصل کو عثمانی حکومت سے مدد مانگنے کی وجہ سے ان کے کافر ہونے کا فتویٰ دیا لیکن جب امیر عبداللہ بن فیصل شہر ریاض پر قابض ہوگیا تو بڑھ کر اس کی بیعت کرلی اور فتویٰ دیا کہ وہ دوبارہ مسلمان ہوگیا ہے ۔ ۳۹

دوسرا نمونہ : حسن بن فرحان مالکی نے اپنی کتاب " داعیۃ و لیس نبیا" کی تیسری فصل میں غیروں کی تکفیر کے ستائیس (۲۷) موارد سند کے ساتھ بیان کئے ہیں ، منجملہ:

اہل مکہ اور اہل مدینہ سب کے سب کافر ہیں اور جس نے بھی محمد بن عبد الوہاب کی دعوت کو قبول کرلیا ہے لیکن اس کا عقیدہ یہ ہے کہ اس کے اجداد مسلمان اس دنیا سے گئے ہیں تو وہ بھی کافر ہے، اشاعرہ بھی کافر ہیں اسلئے کہ انہیں شہادتین کا مطلب نہیں معلوم "۔ یہ فتویٰ اس وقت دیا گیا تھا جب ان لوگوں نے وہابیوں کی پیروی نہیں ۴۰؎

سالم البہنساوی اپنی کتاب کی چھٹی فصل میں لکھتے ہیں:

ایک گروہ جو "الجماعة المومنة" کے نام سے مشہور تھا اوراس کے افراد تکفیری ٹولے کی حمایت میں ہجرت کے عنوان سےاخبار وغیرہ نکالتے تھے ، اچانک وہ اندیشہ تکفیر کی حمایت کرنے والوں سے الگ ہوگئے اسلئے کہ ان کا عقیدہ تھا کہ جو بھی اپنی جان محفوظ رکھنے یا قیدخانہ سے بآسانی باہر نکلنے کے لئے حکومت کا ساتھ دے اور جو بھی ایک ایسے شخص کے سلام کا جواب دے جو تکفیری ٹولے سے نہیں ہے وہ کافر ہے اسلئے کہ سلام کا جواب دینا اس شخص کے مومن ہونے کی گواہی دینے کے مترادف ہے جب کہ اصل یہ ہے کہ پورا سماج اور اسلامی معاشرہ کافر ہوچکا ہے ۔ ۴۱؎

جب کہ پیغمبر اکرم صلی للہ علیہ وسلم نے متعدد روایتوں میں کسی مسلمان کو کافر کہنے کے لئے منع کیا ہے اور پیغمبر صلی للہ علیہ وسلم کی ممانعت اس حد تک شدید ہے کہ ایک مسلمان کو کافر کہنا خود کے کافر ہونے کے برابر سمجھا گیا ہے ،ایسی روایتیں مختلف مضامین کے ساتھ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں وارد ہوئی ہیں۔

ایک روایت میں منقول ہے:

" اگر کوئی شخص کسی ایک مسلمان شخص کو کہے : یا کافر !تو یہ کفر ان میں سے کسی ایک طرف پلٹے گا۔" ۴۲؎

مذکورہ روایت میں ان دونوں میں سے کسی ایک کی طرف کفر کے پلٹنے کی توضیح دیتے ہوئے قسطلانی کہتے ہیں:

"جو شخص کسی دوسرے شخص کو کفر سے متہم کرتا ہے اگر وہ اپنے قول میں سچا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ کافر ہے لیکن اگر اس نے جھوٹی نسبت دی ہے یعنی اس نے اپنے گمان میں ایمان کو کفر گردانا ہے تو ایسی صورت میں وہ خود کافر ہوگیا ہے ۔ ۴۳؎

وہ روایتیں جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں کسی مسلمان کو کافر کہنے سے ممانعت کے سلسلہ میں وارد ہوئی ہیں ، ان کے مضامین مختلف ہیں:

بعض روایتوں کو کسی مومن کی طرف کفر کی نسبت دینا اسے قتل کرنے کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔ ۴۴ یا ایک دوسری روایت میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص کسی مسلمان کو کافر کہے یا یہ کہے :اے خدا کے دشمن ! جب کہ وہ شخص ایسا نہ ہو تو یہ تمام نسبتیں خود کہنے والے کی طرف پلٹ جاتی ہیں۔ ۴۵

تکفیری ٹولے نے مسلمانوں کو جن مشکلات سے روبرو کیا ہے ان میں سے ایک مشکل ان کا قتل عام اور اسلحوں سے ڈرانا دھمکانا ہے ، جس کی وجہ سے بہت سے مسلمان بے گھر اور دوسرے شہروں کی طرف ہجرت کے لئے مجبور ہوگئےجب کہ بے شمار روایتیں ایسی وارد ہوئی ہیں جن میں مسلمانوں کو اسلحے سے ڈرانے یا دھمکانے سے منع کیا گیاہے بعنوان مثال صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں دو باب اسی موضوع سے متعلق موجود ہیں:

" باب قول النبی ؛ من حمل علینا السلاح فلیس منا " و "باب النهی عن الاشارۃ بالسلاح الی مسلم " اور ایک روایت جو دونوں کتابوں میں یکساں وارد ہوئی ہے ، اس کا مضمون ملاحظہ ہو :" پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :تم میں سے کوئی بھی دوسرے کو اسلحہ سے اشارہ نہ کرے (یعنی اسلحہ سے نہ ڈرائے)۔۔۔" ۴۶

ایک روایت جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں میں وارد ہوئی ہے ، اس کا مضمون یہ ہے کہ : مسلمانوں کے درمیان جنگ جہنم میں داخل ہونے کا باعث ہے" یا ایک دوسری تعبیر بھی وارد ہوئی ہے کہ قاتل و مقتول دو نوں جہنم میں ہیں اور اس میں سبب کو بیان کرتے ہوئے وارد ہوا ہے کہ مقتول اسلئے جہنم میں جائے گا کہ وہ مسلمانوں کو قتل کرنے کے سلسلہ میں بہت زیادہ حریص تھا"۔ ۴۷

ایک دوسری روایت میں مسلمانوں کو قتل کرنا کفر کے برابر جانا گیا ہے ۔ ۴۸ اس روایت میں کفر کی تعبیر کے سلسلہ میں نووی کے بیان کے مطابق اسلام سے خارج ہونے کے معنی میں نہیں ہے ۔ ۴۹ بلکہ یہاں کفر سے مراد کفر اصغر ہے۔

شرک، مسلمانوں کی تکفیر کا ایک سبب

محمد بن عبد الوہاب کے افکار کو نجد میں جنم لیتے ہی مسلمانوں کا قتل عام کرنے کے لئے جس بہانے کو دلیل بنایا گیا، وہ شرک کا مسئلہ تھا، یہی بہانہ آج تکفیری ٹولہ کا بھی ہے جب کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم کی روایتوں کے پیش نظر پیغمبر اکرم ﷺ نے بارہا اپنی امت کے مشرک نہ ہونے کی تاکید کی ہے لہٰذا آج مسلمانوں کے سماج میں شرک ہرگز ایک عظیم مشکل نہیں بن سکتی، اسلئے کہ عملی طور پر ایک مسلمان خدا کی وحدانیت اورآنحضرتؐ کی رسالت کے اقرار کے بعد ہرگز مشرک نہیں ہوسکتا، پس محمد بن عبد الوہاب کا اوراسکے بعد تکفیری ٹولے کا اپنے مخالف مسلمانوں کو شرک سے متہم کرنا حقیقت میں پیغمبر اکرم ﷺ کے فرمودات سے بالکل متضاد ہے۔

متعدد روایتوں میں وارد ہوا ہے: "وإنّي والله ما اخاف عليكم ان تشركوا بعدی " خدا کی قسم! میں اپنے بعد تمہارے مشرک ہونے سے خائف نہیں ہوں، یہ تعبیر متعدد روایتوں میں وارد ہوئی ہے۔ ۵۰

حاکم اور رعیت کی تکفیر

آج تکفیری ٹولہ اپنی جنایتوں اور ظلم وجور کی توجیہ اور ان پر پردہ پوشی کے لئے حکام اور ان کی حکومت میں رہنے والی عوام کی تکفیر کو بہانہ بنائے ہوئے ہے، اس دور میں زیادہ تر اسلامی حکمراں حکومت چلانے اور احکام کو نافذ کرنے میں اسلامی و غیر اسلامی قوانین سے فائدہ اٹھا رہے ہیں، یہی امر باعث ہوا کہ آج تکفیری ٹولہ قرآن کی آیت " ومن لم يحكم بما انزل الله فاُولئك هم الكافرون" ۵۱ (اور جو بھی خدا کے نازل کردہ احکام کے مطابق حکم نہ کرے تو وہ کافروں سے ہے") کو ہتھکنڈہ بناتے ہوئے حکام اور ان کے سائے میں رہنے والے مسلمانوں کو کافر کہہ رہا ہے، بطور نمونہ ملاحظہ ہو:

محمد عبد السلام فرج اپنی کتاب "الفريضة الغائبه" میں اس طرح لکھتے ہیں:

" جو احکام مسلمانوں کے درمیان رائج ہیں وہ کفر کے احکام ہیں بلکہ یہ وہ قوانین ہیں جنہیں کفار نے وضع کئے ہیں اوراس طرح لوگوں نے مسلمانوں کی زندگی سے متعلق نظام معین کردیا ہے جب کہ خداوند عالم سورہ مائدہ میں فرماتا ہے : " ومن لم یحکم بما انزل اللہ فأولئک ھم الکافرون" : جو بھی خدا کے نازل کردہ احکام کے مطابق حکم نہ کرے وہ کافروں سے ہے۔ لہٰذا جو بھی کفار کے بنائے ہوئے قوانین پر عمل کرے وہ کافر ہے اور اس کا قتل واجب ہے یہاں تک کہ وہ خدا اور اس کے رسول کے احکام کی طرف پلٹ آئیں۔ ۵۲؎

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں اسلامی حکمران کے متعلق روایتوں کی جستجو سے پہلے ضروری سمجھتے ہیں کہ مذکورہ آیت جسے تکفیری ٹولے نے ہتھکنڈا بنایا ہے اور اس سے استدلال کرتے پھر رہے ہیں اس کے سلسلہ میں کچھ توضیحات پیش کریں:

حقیقت تو یہ ہے کہ مذکورہ آیت ان لوگوں کے سلسلہ میں نازل ہوئی ہے جو حکم خدا کے منکر ہیں اور اس کا انکار کرتے ہیں اور ہرگز وہ لوگ مراد نہیں ہیں جو نفسانی خواہشات یا لاپرواہی کی وجہ سے ان پر عمل نہیں کرتے ، اسی آیت کے ذیل میں ابن ابی حاتم جناب ابن عباس سے ایک روایت نقل کرتے ہیں:

"جو بھی خدا کے نازل کردہ احکام کا انکار کرے وہ کافر ہے لیکن جو اسے مانتا تو ہے لیکن اس کے مطابق حکم نہیں کرتا وہ ظالم و فاسق ہے "۔۵۳؎

اسی طرح وہ رسالے جو اہل سنت کے عقائد کے سلسلہ میں تحریر کئے گئے ہیں ، ان تمام رسالوں میں ظالم حاکم کی پیروی اور اس کے خلاف خروج نہ کرنے کی بڑی تاکید ہوئی ہے جیسے کہ رسالہ " العقیدۃ الطحاویۃ" جو اہلسنت کے عقائد کا ایک مشہور مجموعہ ہے نیز سلفیوں اور وہابیوں کی مرجع کتابوں میں سے ہے اور اب تک اس کی متعدد شرحیں لکھی جاچکی ہیں ، ایسی مشہور کتاب میں واضح طور پر ظالم حاکم کی پیروی اور اس کے خلاف خروج نہ کرنے کی طرف ایک مسلم عقیدہ کی حیثیت سے اشارہ کیا گیا ہے ۵۴؎ اوراسی مطلب کی طرف مذکورہ کتاب کی شرح کرنے والوں نے بھی اشارے کئے ہیں۔ ۵۵؎

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں بھی ایسی روایتیں مذکور ہیں جن میں ظالم حاکم کی پیروی اور اس کے خلاف خروج نہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے گرچہ ان روایتوں میں اتنا ضرور وارد ہوا ہے کہ اگر ظالم حاکم، شریعت کے خلاف کوئی دستور دے تو اس کی اطاعت نہیں کرنی چاہئے لیکن اسے قتل اور اس کے ساتھ جنگ نہیں کی جاسکتی۔

صحیح بخاری میں اسی موضوع سے متعلق ایک باب "باب السمع والطاعة للامام" کے نام سے موجود ہے جس میں ایک روایت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وارد ہوئی ہے ؛ آپ فرماتے ہیں:

" سننا اور اطاعت کرنا حق ہے مگر یہ کہ گناہ کا حکم دیا جائے لہٰذا جب گناہ کا حکم دیا جائے تو پھر کوئی سننا اور اطاعت کرنا نہیں ہے " ۵۶۔ یہی روایت اسی مضمون کے ساتھ صحیح مسلم میں بھی وارد ہوئی ہے ۔ ۵۷

شرح ابن بطال (متوفی ۴۴۹ ھ) جو صحیح بخاری کی شرح ہے ، اس میں ایک حدیث وارد ہوئی ہے : خوارج اس حدیث کے ذریعہ احتجاج کرتے تھے اور ظلم و ستم کے وقت ظالم حکمرانوں کے خلاف، خروج اور ان کے ساتھ جنگ کرنے کو واجب سمجھتے تھے جب کہ جمہور علماء کا عقیدہ ہے کہ ظالم حکمرانوں کے خلاف قیام کرنا اور انہیں معزول کرنا واجب نہیں ہے مگر یہ کہ وہ ظالم و جابر حکمراں مسلمان ہونے کے بعد کافر ہوجائے اور نماز کو قائم کرنا چھوڑ دے لیکن اگر معاملہ اس حدتک نہ ہو تو پھر قیام اور اس سے جنگ واجب نہیں ہے ،جب تک ظالم حکمراں کا حکم چلتا ہو اور لوگ اس کی اطاعت کرتے ہوں ، اس کے خلاف قیام نہیں کیا جاسکتا اس لئے کہ اس کے خلاف قیام نہ کرنے سے مال و ناموس اور خون محفوظ رہتا ہے لیکن ان کے خلاف قیام کرنے کی وجہ سے اختلاف اور فتنہ و فساد برپا ہوجاتا ہے جس کی وجہ سے ان کے ظلم کے خلاف قیام کرنا جائز نہیں ہے ۔ ۵۸

جس طرح اس روایت میں ہے اور اسکی شرح جسے ایک زبردست اہلسنت کے عالم دین نے لکھی ہے اس میں بھی مذکور ہے کہ خوارج کے علاوہ پوری امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ظالم حاکم کے خلاف قیام کرنا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ وہ دین سے خارج ہوگیا ہو یا اس نے نماز پڑھنا

چھوڑدیا ہو ، اورخونریزی کو روکنے اور مسلمانوں کی جان و مال کو بچانے جیسے امور کے لئے ظالم حکمراں کے خلاف قیام کرنا جائز نہیں ہے ۔

اسی مطلب کو صحیح مسلم میں بھی بیان کیا گیا ہے جیسا کہ باب " باب وجوب الانکار علی الامراء فیمایخالف الشرع وترک قتالھم ماصلّوا ونحو ذٰلِک " میں وارد ہوا ہے : کیا وہ حکمراں جنہیں قبول نہیں کیا گیا ان کے ساتھ جنگ کی جاسکتی ہے ، آنحضرتؐ نے جواب میں فرمایا : نہیں، جب تک کہ وہ نماز قائم کررہے ہوں۔ ۵۹

یا ایک دوسری روایت جو باب " باب الامر بلزوم الجماعۃ عند ظھور الفتنِ وتحذیر الدعاۃ الی الکفر" میں وارد ہوئی ہے ، اس میں حاکم کی اطاعت اور اس کے خلاف قیام نہ کرنے کی واضح الفاظ میں تاکید وارد ہوئی ہے ، پیغمبر اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

" میرے بعد ایسے رہنما اور حکمراں آئیں گے جو میرے راستے پر نہیں ہوں گے اور میری سنت پر عمل پیرا نہیں ہوں گے اور ان کے درمیان ایسے لوگ ہوں گے جن کے انسانی بدن میں شیطانی دل ہوں گے ، پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال ہوا : یا رسول اللہ ﷺ ! اگر ہم ایسے حالات سے روبرو ہوئے تو ہمارا وظیفہ کیا ہوگا آنحضرتؐ نے فرمایا :اپنے حاکم کی اطاعت کرنا گرچہ تمہاری پشت پر مارا جائے اور تمہارا مال لوٹ لیا جائے لہٰذا حاکم کی سننا اور اطاعت کرنا"۔ ۶۰

عورتوں اور بچوں کا قتل عام

منجملہ وہ موارد جنہیں تکفیری ٹولے پیغمبر اکرم ﷺ کی سنت کے خلاف انجام دیتے ہیں "عورتوں اور بچوں کا قتل عام ہے" ، جب کہ پیغمبر اکرم ﷺ نے کھلے الفاظ میں عورتوں اور بچوں کے قتل عام سے منع کیا ہے ، اس سلسلہ میں صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ایسی روایتیں ہیں جو اس مطلب کو بیان کرتی ہیں ، یہاں بطور نمونہ صرف ایک روایت کو بیان کیا جاتا ہے جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں یکساں وارد ہوئی ہے:

کسی جنگ میں پیغمبر اکرم ﷺ کو خبر دی گئی کہ ایک عورت ملی ہے جس کا قتل ہوا ہے ، یہ سن کر پیغمبر ﷺ نے عورتوں اور بچوں کو قتل نہ کرنے کا فرمان صادر کیا۔ ۶۱

نتیجہ

جو روایتیں صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں وارد ہوئی ہیں ، ان کے پیش نظر آج تکفیری ٹولے جو کچھ اسلام کے نام پر انجام دے رہے ہیں وہ پیغمبر اکرم ﷺ کی سنت کے خلاف ہے اسلئے کہ پیغمبرؐ کی سنت کا معیار یہ ہے کہ مسلمانوں کے اعمال کو ظاہر پر حمل کیا جائے لہٰذا وہ لوگ جو اپنی زبان پر کلمہ شہادتین جاری کرتے ہیں اور بعض اعمال جیسے نماز پر ایمان رکھتے ہیں وہ مسلمان ہیں، فقط وہ چند موارد جن میں اسلام کی مقدس شریعت نے مسلمانوں کی جان و مال اور خون کو محفوظ جانا ہے ، جیسے کہ ایک مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو قتل کردے یا خدا کا انکار کردے اور کافر ہوجائے تو اسلامی فقہاء نے پیغمبرؐ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے ایسے اعمال کے لئے حدیں معین کی ہیں او ر جو لوگ حکام کو کافر قرار دیتے ہیں وہ حقیقت میں صحیح بخاری اور مسلم میں منقول سنت کے خلاف عمل کررہے ہیں اسی طرح عورتوں اور بچوں کے ساتھ براسلوک بھی پیغمبر اکرم ﷺ کی سنت کے خلاف ہے ۔

حوالے:

۱۔ مؤسسہ تحقیقاتی دار الاعلام لمدرسۃ الاہل البیت کے محقق

۲۔ صحیح بخاری ، محمد بخاری (ابوعبد اللہ محمد ابن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بخاری جعفی) (۱۹۴ - ۲۵۶ ق) امام بخاری کے لقب سے مشہور ہوئے اور یہ کتاب اہل سنت کے درمیان سب سے زیادہ معتبر جانی جاتی ہے ۔

۳۔ صحیح مسلم ، مسلم نیشاپوری (۲۰۶-۲۶۱ھ)اس کتاب میں آنحضرتؐ سے منقول روایتیں جمع کی گئی ہیں،اور صحیح بخاری کے بعد صحیح مسلم، مسلم نیشاپوری اہلسنت کے درمیان سب سے زیادہ معتبر ہے۔

۴۔ابن فارس ، معجم مقاییس اللغۃ ، ج ۵، ص ۱۹۱

۵۔ابن منظور ، لسان العرب ، ج ۵، ص ۱۴۸

۶۔الازہری ، تہذیب اللغۃ ، ج ۱۰، ص ۱۱۴

۷۔ابن فارس ، معجم مقاییس اللغۃ ج ۱۰، ص ۱۹۱

۸ -جوہری ، الصحاح تاج اللغۃ وصحاح العربیۃ ، ج ۲، ص ۸۰۸
۹-ابن منظور ، لسان العرب ، ج ۵ ص ۱۴۴
۱۰-ابن صلاح ، مقدمہ ابن صلاح فی علوم الحدیث ، ص ۲۳
۱۱-ابن صلاح ، مقدمہ ابن الصلاح (معرفۃ انواع علوم الحدیث) ص ۲۸ : أعلاھا الاول ، وھو الذی یقول فیہ اھل الحدیث کثیراً صحیح متفق علیہ" ، یطلقون ذلک ویعنون بہ اتفاق البخاری و مسلم لا اتفاق الامۃ علیہ لکن اتفاق الامہ علیہ لازم من ذلک وحاصل معہ"۔ ان تمام حدیثوں میں سب سے الی اور معتبرین ترین حدیث وہ ہے جس کے لئے اہل حدیث نے بارہا کہا ہے" صحیح متفق علیہ " اس نام کو درجہ اول کی حدیثوں پر اطلاق کرتے ہیں اور ایسی حدیثوں کو " اتفاق بخاری اور مسلم" کا عنوان دیتے ہیں ، یہاں اتفاق امت مراد نہیں بلکہ اتفاق امت اس امر کا لازمہ ضرور ہے۔
۱۲-شرح النووی علی مسلم ، ج ۱، ص ۱ :" اتفق العلماء رحمھم اللہ علی أن أصح الکتب بعد القرآن العزیز الصحیحان البخاری و مسلم وتلقتھما الامۃ بالقبول "۔
۱۳- ابن حجر ، نزھۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر ، ص ۶۰
۱۴- سخاوی ، فتح المغیث بشرح الفیۃ الحدیث ، ج ۱، ص ۷۳ : " قد وافق اختیار ابن الصلاح جماعۃ من المتاخرین مع کونہ لم ینفرد بنقل الاجماع علی التلقی بل ھو فی کلام امام الحرمین ایضا؛ فانہ قال لإجماع علماء المسلمین علی صحتھما وکذا ھو فی کلام ابن طاھر وغیرہ ولاشک - کما قال عطاء- ان ما اجمعت علیہ الامۃ اقوی من الاسناد-"
۱۵- صحیح البخاری ، ج ۱، ص ۱۵، بابکفر دون کفر، قال: قال النبی ":اریت النار فاذا اکثر اھلھا النساء یکفرن" قیل: أ یکفرون باللہ؟ قال: یکفرن العشیر، ویکفرن الاحسان لو احسنت الی احداھن الدھر ثم رات منک شیئا قالت ما رایت منک خیراً قط"
۱۶- صحیح مسلم ، ج ۲، ص ۶۲۶، باب ما عرض علی النبی فی صلاۃ الکسوف من امر الجنۃ والنار۔
۱۷- ابن بطال ، شرح صحیح البخاری ، ج ۱، ص ۸۹
۱۸-ابن حجر ، فتح الباری ، ج ۱، ص ۸۳
۱۹- عینی ، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ، ج ۱، ص ۲۰۳
۲۰-سورہ بقرہ آیت نمبر ۶
۲۱-جامع البیان فی تفسیر القرآن ، ج ۱، ص۸۶ واما معنی الکفر فی قولہ: فانہ الجحود وذلک ان الأحبار من یھود المدینۃ جحدوا نبوۃ محمد ﷺ وستروہ عن الناس۔
۲۲-سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۵۲

۲۳- قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ج ۲، ص ۱۷۳، " أی لاتکفروا نعمتی و أیادی، فالکفر هنا ستر النعمة لا التکذیب " -

۲۴- مدارج السالکین بین منازل ایاک نعبد و ایاک نستعین، ج ۱، ص ۳۴۴ : فاما الکفر فنوعان : کفر اکبر و کفر اصغر -

۲۵- النہایۃ فی غریب الحدیث والاثر، ج ۴، س ۳۴۰

۲۶- مروزی، تعظیم قدر الصلاۃ، ج ۲، ص ۵۲۷: الکفر کفران؛ احدهما ینقل عن الملة والاخر لا ینقل عنها

۲۷- صحیح البخاری، ج ۲، ص ۱۰۵ باب وجوب الزکاۃ: " وقد قال رسول الله: امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا: لا اله الا الله فمن قالها فقد عصم منی ماله و نفسه الا بحقه و حسابه علی الله ": اور صحیح البخاری، ج ۴، ص ۴۸، باب دعا النبیؐ : الناس الی الاسلام والنبوة وان لا یتخذ بعضهم بعضا اربابا من دون الله-

۲۸- صحیح مسلم ج ۱، ص ۳۸، أن اباهریرة اخبره ان رسول الله ﷺ قال: "امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا اله الا الله فمن قال لا اله الا الله عصم منی ماله و نفسه الا بحقه و حسابه علی الله "

۲۹- مجمع الزوائد، ج ۱، ص ۲۵، طبری، محمد بن جریر، جامع البیان، ج ۱۵، ص ۱۰۳ طبرانی، المعجم الاوسط، ج، ۳ ص ۳۰۰

۳۰- شرح النووی علی مسلم، ج ۱، ص ۲۰۶

۳۱- صحیح البخاری ج ۱، ص ۱۴، باب: "فان تابوا و اقاموا الصلاة و آتوا الزکاة فخلوا سبیلهم" ان رسول الله ﷺ قال: "امرت ان اقاتل الناس حتی یشهدوا ان لا اله الا الله و ان محمّد رسول الله، و یقیموا الصلاة یوتوا الزکاة، فاذا فعلوا ذلک عصموا منی دمائهم و اموالهم الا بحق الاسلام و حسابهم علی الله" و صحیح مسلم، ج ۱، ص ۳۹، باب الامر بقتال الناس حتی یقولوا لا اله الا الله محمد رسول الله-

۳۲- ایضاً باب قول النبی: "بنی الاسلام علی خمس" قال: قال رسول الله: بنی الاسلام علی خمس: شهادة ان لا اله الا الله و ان محمدا رسول الله و اقام الصلاة و ایتاء الزکاة والحج، و صوم رمضان" صحیح مسلم، ج ۱، ص ۳۴، باب قول النبی ﷺ " بنی الاسلام علی خمس"

۳۳- سابق حوالہ

۳۴- سابق حوالہ

۳۵- شرح النووی علی مسلم، ج ۱، ص ۱۷۹

۳۶- صحیح البخاری، ج ۵، ص ۱۴۴، باب بعث النبی صلی الله علیه وآله وسلم اسامه بن زید الی الحرقات من جهینه، یقول: بعثنا رسول الله صلی الله علیه وسلم الی الحرقه، فصبحنا القوم فهزمناهم و لحقت انا و رجل من الانصار

رجلا منهم فلما غشیناه ، قال: لا اله الا الله فکف الانصاری فطعنته برمحی حتی قتلته فلما قدمنا بلغ النّبی (ص) فقال: یا اسامه اقتلته بعد ما قال لا اله الا الله ، قلت: کان متعوذاً فما زال یکررها ، حتی تمنیت انی لم اکن اسلمت قبل ذلک الیوم و صحیح مسلم ، ج ۱، ص ۹۷، باب تحریم قتل الکافر بعد ان قال: لا اله الا الله

۳۷- صحیح البخاری ، ج ۵، ص ۸۵، کتاب المغازی ، اخبره انه قال لرسول الله ﷺ: ارایت ان لقیت رجلا من الکفار فاقتتلنا ، فضرب احدی یدی بالسیف فقطعها ثم لاذ منی بشجرة فقال: اسلمت لله أأقتله یا رسول الله بعد ان قالها؟ فقال رسول الله ﷺ لا تقتله ، فقال: یا رسول الله انه قطع احدی یدی ، ثم قال ذلک بعد ما قطعها؟ فقال رسول الله (ص) "لا تقتله فان قتلته فانه بمنزلتک قبل ان تقتله وانک بمنزلته قبل ان یقول کلمته التی قال" و صحیح مسلم ، ج ۱، ص ٦٦ ،کتاب الایمان ، باب تحریم قتل الکافر بعد ان قال لا اله الا الله۔

۳۸- نووی ، شرح نووی بر صحیح مسلم ، ج ۲، ص ۱۰۴

۳۹- حسن بن فرحان ، داعیه لیس نبیا ، ص ۱۲۳، منقول از کتاب " الدر السنیة ، ج ۹، ص ۲۲

۴۰- سابق حوالہ ، ص ۱۱۳-۱۱۷

۴۱- ر ، ک: سالم بھنساوی ، الحکم و قضیة تکفیر المسلم (نقد و بررسی اندیشه های تکفیری) ص ۲۰۷-۲۰۸

۴۲- صحیح البخاری ، ج ۸، ص ۲٦ ، باب من کفر اخاه بغیر تاویل فهو کما قال؛ ان رسول لله قال : "اذا قال الرجل لاخیه یا کافر ، فقد باء به احدهما ،" صحیح مسلم ، ج ۱، ص-۵٦ باب بیان حال ایمان من قال لاخیه المسلم یا کافر ،

۴۳- قسطلانی ، ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری ، ج ۹، ص ٦۵

۴۴- صحیح البخاری ، ج ۸، ص ۱۵، باب ماینهی من السباب واللعن "--- من لعن مومنا فهو کقتله و من قذف مومنا بکفر فهو کقتله"

۴۵- صحیح مسلم ، ج ۱، ص ۵۷ "--- بالکفر او قال عدو الله و لیس کذلک إلّا حار علیه"

۴٦- صحیح البخاری ، ج ۹، ص ۴۹، باب قول النبی ﷺ : "من حمل علینا السلاح فلیس منا" و صحیح مسلم ج ۴، ص ۲۰۲۰ باب النهی عن الاشاره بالسلاح الی مسلم ، قال رسول الله ﷺ : " لا یشیر احدکم الی اخیه بالسلاح فانه لایدری احدکم لعل الشیطان ینزغ فی یده فیقع فی حفرة من النار "

۴۷- اذا التقی المسلمان بسیفهما فالقاتل والمقتول فی النار" صحیح البخاری ، ج ۱ ص ۵۱ و صحیح مسلم ، ج ۸، ص ۱۷۰

۴۸- صحیح البخاری ، ج ۱، ص ۱۹، صحیح مسلم ، ج ۱، ص ۵۷، ان النبی قال: "سباب المسلم فسوق و قتاله کفر"۔

۴۹- شرح النووی علی مسلم ، ج ۲، ص ۵۴

۵۰- صحیح البخاری، ج ۲ ، ص ۹۱، باب الصلوة علی الشهید؛ صحیح البخاری، ج ۵، ص ۱۰۳، باب احد یحبنا ونحبه ؛ صحیح البخاری، ج ۸، ص ۹۰؛ باب مایحذر من زهرة الدنیا والتنافس فیها؛ صحیح البخاری ، ص ۸، ص ۱۲۱، باب فی الحوض

صحیح مسلم ج ۴، ص ۱۷۹۵، باب اثبات حوض نبیناﷺ و صفاتہ "--- واللہ ما اخاف علیکم ان تشرکوا بعدی، ولکن اخاف علیکم ان تتنافسوا فیھا"

۵۱۔ سورہ مائدہ، آیت نمبر ۴۴

۵۲۔ محمد عبد السلام فرج، الفریضۃ الغائبۃ، ص ۴

۵۳۔ ابن ابی حاتم، تفسیر القرآن العظیم، ج ۴، ص ۱۱۴۲ یقول: من جحد الحکم بما انزل اللہ فقد کفر، و من اقر بہ ولم یحکم بہ فھو ظالم فاسق۔

۵۴۔ جامع الشروح والتعلیقات العلمیۃ علی العقیدۃ الطحاویۃ، ج ۲، ص ۵۲۷، ولا نری الخروج علی ائمتنا وولاۃ امورنا وان جاروا ولا ندعوا علیھم، ولا ننزع یدا من طاعتھم ونری طاعتھم من طاعۃ اللہ عز وجل فریضۃ مالم یامروا بمعصیۃ وندعوا لھم بالصلاح والمعافاۃ "

۵۵۔ جامع الشروح والتعلیقات العلمیۃ علی العقیدۃ الطحاویۃ، ج ۲، ص ۵۲۷-۵۴۹

۵۶۔ صحیح البخاری، ج ۴، ص ۴۹، : "النبی (ص) قال: السمع والطاعۃ حق مالم یومر بالمعصیۃ فاذا امر بمعصیۃ فلا سمع وطاعۃ"

۵۷۔ صحیح مسلم ج ۳، ص ۱۴۶۹ : باب وجوب طاعۃ الامراء فی غیر معصیۃ وتحریمھا فی المعصیۃ

۵۸۔ ابن بطال، شرح صحیح البخاری، ج ۵، ص ۱۲۶

۵۹۔ قال : "ستکون امراء فتعرفون وتنکرون فمن عرف بری ومن انکر سلم، ولکن من رضی وتابع"، قالوا: افلا نقاتلھم؟ قال: لا ماصلوا" صحیح مسلم، ج ۳، ص ۱۴۸۰

۶۰۔ صحیح مسلم، ج ۳، ص ۱۴۷۶ : " یکون بعدی ائمۃ لا یھتدون بھدای ولا یستنون بسنتی وسیقوم فیھم رجال قلوبھم قلوب الشیاطین فی جثمان انس" قال : قلت : کیف اصنع یا رسول اللہ ! ان ادرکت ذلک؟، قال: "تسمع و تطیع للامیر وان ضرب ظھرک واخذ مالک فاسمع واطع"

۶۱۔ صحیح البخاری، ج ۴، ص ۶۱، صحیح مسلم ج ۳، ص ۱۳۶۴، باب قتل الصبیان فی الحرب: ان عبد اللہ، اخبرہ ان امراۃ وجدت فی بعض مغازی النبی مقتولۃ، "فانکر رسول اللہ قتل النساء والصبیان.

منابع

۱۔ ابن ابی حاتم، عبد الرحمٰن بن محمد، تفسیر القرآن العظیم، (ابن ابی حاتم)، مکتبہ نزار مصطفی الباز، چاپ سوم، عربستان سعودی ۱۴۱۹ق

۲۔ ابن الاثیر، ابو السعادات المبارک بن محمد الجزری، النھایۃ فی غریب الاثر، الناشر: المکتبۃ العلمیۃ، بیروت ۱۳۹۹ھ، ۱۹۷۹م

۳- ابن بطال، ابو الحسن علی بن خلف بن عبد الملک، شرح صحیح البخاری لابن بطال، تحقیق: ابو تمیم یاسر بن ابراهیم، چاپ دوم، در النشر: مکتبة الرشد، السعودیة، الریاض ۱۴۲۳ھ-۲۰۰۳م
۴- ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی، فتح الباری شرح صحیح البخاری، دار المعرفة، بیروت ۱۳۷۹م
۵- نزهة النظر فی توضیح نخبة الفکر فی مصطلح اهل الاثر، تحقیق: عبد الله بن ضیف الله الرحیلی، چاپ اول، مطبعة سفیر بالریاض ۱۴۲۲ھ،ق
۶- ابن صلاح، ابی عمر عثمان بن عبد الرحمن؛ معرفة انواع علوم الحدیث (مقدمہ ابن صلاح فی علوم الحدیث)؛ المحقق: نور الدین عتر، الناشر: دار الفکر، سوریا، دار الفکر المعاصر، بیروت ۱۴۰۶ھ،۱۹۸۶م
۷- ابن فارس بن زکریا، القزوینی الرازی، ابو الحسین، معجم مقاییس اللغہ، المحقق: عبد السلام محمد هارون دار الفکر عام النشر، بیروت ۱۳۹۹ھ-۱۹۷۹م
۸- ابن قیم الجوزیة، محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعد شمس الدین، مدارج، دار السالکین بین منازل ایاک نعبد وایاک نستعین، محقق: محمد المعتصم بالله البغدادی دار الکتاب العربی، بیروت ۱۴۱۶ق-۱۹۹۶م
۹- ابن منظور محمد بن مکرم، لسان العرب، دار صادر، چاپ سوم، بیروت ۱۴۱۴ق
۱۰- الازہری الہروی، محمد بن احمد بن ابو منصور؛ تہذیب اللغة؛ المحقق: محمد عوض مرعب، دار احیاء التراث العربی، بیروت ۲۰۰۱م
۱۱- بخاری، محمد بن اسماعیل صحیح بخاری، تحقیق: محمد زهیر بن ناصر، چاپ اول: دار طوق النجاة ۱۴۲۲ق
۱۲- بهنساوی، سالم، الحکم و قضیة تکفیر المسلم (نقد و بررسی اندیشه تکفیر) مترجم: سالم افسری، نشر احسان، تهران ۱۳۹۲
۱۳- جوہری فارابی؛ ابو نصر اسماعیل بن حماد؛ الصحاح تاج اللغة و صحاح العربیة؛ تحقیق: احمد عبد الغفور عطار، چاپ چهارم: دار العلم للملایین، بیروت ۱۴۰۷ھ-۱۹۸۷م
۱۴- سخاوی، محمد بن عبد الرحمٰن، فتح المغیث بشرح الفیة الحدیث للعراقی، تحقیق: علی حسین علی، چاپ اول، مکتبة السنة، مصر ۱۴۲۴ھ،ق
۱۵- الطبرانی ابو القاسم، سلیمان ابن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی الشامی، المعجم الاوسط، المحقق: طارق بن عوض الله بن محمد، عبد المحسن بن ابراهیم الحسینی، دار الحرمین، القاهرة، (بی تا)
۱۶- طبری ابو جعفر بن جریر، جامع البیان فی تفسیر القرآن، چاپ اول: در المعرفة، بیروت ۱۴۱۲ق
۱۷- الطحاوی، ابی جعفر احمد بن محمد بن سلامہ، جامع الشروح والتعلیقات العلمیة علی العقیدة الطحاویة، چاپ اول، دار ابدایة للاعلام والنشر، مصر ۱۴۳۱ھ-۲۰۱۰م

۱۸۔ عینی ، محمود بن احمد ، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ، دار احیاء التراث العربی بیروت ، (بی تا)
۱۹۔ قرطبی محمد بن احمد؛ الجامع لاحکام القرآن ، چاپ ول : انتشارات ناصر خسرو ، تہران ۱۳۶۴ ش
۲۰۔ قسطلانی،احمد بن محمد، ارشاد الساری الشرح صحیح البخاری ،چاپ ہفتم،المطبعۃ الکبری الامیریۃ ،مصر ۱۳۲۳ ھ ق
۲۱۔ مالکی ،حسن بن فرحان ، داعیۃ لیس نبیا ، دار الرازی ، عمان ، اردن ۱۴۲۵ ، ہ ۲۰۰۴، م
۲۲۔ المروزی ، ابو عبد اللہ محمد بن نصر بن الحجاج؛ تعظیم قدر الصلاۃ ؛ محقق:د۔عبد الرحمٰن عبد الجبار الفریوائی ، چاپ اول :مکتبۃ الدار ، المدینۃ المنورۃ ۱۴۰۶
۲۳۔ مسلم بن حجاج نیشاپوری ، المسند الصحیح المختصر بنقل العدل عن العدل الی رسول اللہ تحقیق : محمد فواد عبدالباقی ، دار احیاء التراث العربی ، بیروت ۱۴۱۲ ق
۲۴۔ نووی ، یحییٰ بن شرف ، المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج ، چاپ اول :دار احیاء التراث العربی ، بیروت ۱۳۹۲ ہ ق
۲۵۔ ہیثمی ، علی بن ابی بکر،مجمع الزوائد و منبع الفوائد ، تحقیق :حسام الدین القدسی، مکتبۃ القدسی،القاہرہ ۱۴۱۴ ہ ق